Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
(Bi-Annual) Trilingual: Urdu, Arabic and English
ISSN: 2707-1200 (Print) 2707-1219 (Electronic)
Home Page: http://www.arjish.com
Approved by HEC in "Y" Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
Published by the Al-Khadim Foundation which is a registered organization under the Societies Registration ACT.XXI of 1860 of Pakistan
Website: www.arjish.com
Copyright Al Khadim Foundation All Rights Reserved © 2020
This work is licensed under a
Creative Commons Attribution 4.0 International License

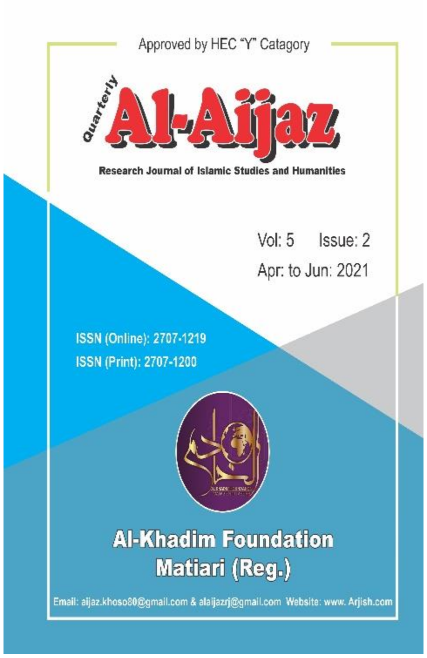

TOPIC:

The Method and Style of Tafsir Ruhul Bayan is Permissible

AUTHORS:

1. Asma Nazir, Ph.D Scholar Department of Islamic studies & Arabic University of Faisalabad, Faisalabad. Email: hashiransari717@gmail.com
2. Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi, Assistant professor Department of Islamic studies & Arabic The University of Faisalabad, Faisalabad.
Email: muhammad.ramzan@tuf.edu.pk

How to cite:
Nazir, A., & Najam Barvi, M. R. . (2021). Urdu-30 The Method and Style of Tafsir Ruhul Bayan is Permissible. *Al-Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities*, *5*(2), 416-433.
https://doi.org/10.53575/Urdu30.v5.02(21).416-433

URL: http://www.arjish.com/index.php/arjish/article/view/300

QR Code

Vol: 5, No. 2 | April to June 2021 | Page: 416-433
Published online: 2021-06-20

تفسیر روح البیان کا منہج واسلوب اور فنی حیثیت کا جائزہ

The Method and Style of Tafsir Ruhul Bayan is Permissible

Asma Nazir[*]
Dr. Muhammad Ramzan Najam Barvi[**]

Abstract
Tafsir ruh ul bayan is one of the famous sufi tafseers of quran, popular in sunni scholors and often quoted from.the great turkish imam and wali of allah imam ismail haqqi al barousawi al naqashbandi (died 1127 ah) wrote tafsir of quran ruh al bayan fi tafseer al quran . It is available in 10 volumes . It has also been translated in urdu by mufti faiz ahmad owaisi. The author sheikh ismail haqqi was a great sheikh of naqashbandi mujaddidi order and belonged to the khalidi branch of this order . Ismail haqqi bursevi (1635.1725) imam khalid was born in 1776 and died in 1827 so as to how ismail haqqi bursevi could have been "khalidi" amazing as it that is historically impossible.ismail haqqi was helveti. He wrote many books .one of his turkish books has been translated into english and urdu as tafsir ruh al bayan .one can be benefited from this tafsir a lot. However ,there are certain and mawdu hadith present in it. One thing about which we can be sure this thst, imam haqqi (rh) was certainly not aware that these hadith were mawdu ,otherwise he would not have mentioned those hadith in this tafsir.
Keywords: Methodology

قرآن حکیم میں علم وحکمت کا وسیع ذخیرہ موجود ہے قرآن وحکیم کی آیات کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے اس کی تشریح وتوضیح ضروری ہے اور تشریح وتوضیح کا کام تو عہد نبوی میں ہی شروع ہو چکا تھا اس کے بعد ہزاروں مفسرین نے تفاسیر لکھیں اور قرآن حکیم کے پوشیدہ مفہوم کو واضح کرنے کی کوشش کی اور اس کے لئے منفرد انداز اپنایا کچھ مفسرین حدیث مبارکہ یا آثار صحابہ سے استشہاد کرتے ہیں کچھ صرفی، لغوی مباحث کا بھی ذکر کرتے ہیں اور کچھ مفسرین نے صوفیانہ افکار کو بھی ترجیح دی ہے تفسیر "روح البیان" بھی انہی تفاسیر میں ایک ہے جس میں علامہ اسماعیل حقی نے حدیث مبارکہ، آثار صحابہ، صرفی، نحوی، اور صوفیانہ افکار کے علاوہ سیرت رسول اللہ ﷺ کے مختلف پہلووں پر بحث کی ہے اس تفسیر میں کلام پاک کے مفہوم کو زندگی کے ظاہری پہلو تک محدود نہیں رکھا بلکہ اس کے باطنی مفہوم کو بھی بیان کیا ہے انہوں نے تفسیر روح البیان میں یہ منہج اختیار کیا ہے کہ ایک آیت کی دوسری آیت سے وضاحت کرتے ہیں اس سلسلہ میں انہوں نے سادہ اور آسان منہج اپنایا ہے تاکہ قاری کو قرآن کریم سمجھنے میں دقت نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کی پیروی کی جاسکے اور حب رسول ﷺ کو اجاگر کیا جاسکے۔

قرآن حکیم ایسی جامع کتاب ہے جس میں انسان کی علمی اور عملی اور انفرادی، اجتماعی زندگی کا ہر پہلو بیان ہوا ہے اس میں احکامات کی بھرمار ہے

[*] Ph.D Scholar Department of Islamic studies & Arabic University of Faisalabad, Faisalabad.
Email:hashiransari717@gmail.com
[**] Assistant professor Department of Islamic studies & Arabic The University of Faisalabad,Faisalabad.
Email: muhammad.ramzan@tuf.edu.pk

اگرانسان اس پر عمل کرے تو پر سکون زندگی گزار سکتا ہے اس کے مطابق فصاحت وبلاغت کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا موجودہ دور میں قرآن و سنت کی تشریح وتوضیح کے شرعی حل کو اجاگر کرنا بہت ضروری ہے قرآن کریم کے مطالب کو جاننا ہر ایک کے لئے ضروری ہے اس کے بغیر ہم شریعت کے مفہوم کو سمجھ نہیں سکتے تشریح وتوضیح کی ضرورت ہر دور میں رہی ہے کیونکہ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا گیا نئے نئے مسائل منظرعام پر آتے رہے ان کے حل کے لئے قدیم مسائل کو سامنے رکھ کر جدید مسائل کا حل تلاش کیا جا سکتا ہے علامہ اسماعیل حقی نے شریعت اور طریقت کے تعلق کو واضح کیا ہے چونکہ تفسیر روح البیان کو صوفیانہ اقوال کی بنا پر تفسیر اشاری کا درجہ حاصل ہے یہ علمی معلومات فراہم کرتی ہے۔

مفسر کا تعارف:

علامہ اسماعیل حقی کا نام مفسرین میں بہت مقبول و معروف ہے جو بیک وقت کئی علوم وفنون میں ید طولیٰ رکھتے تھے ان کا مختصر ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے

حضرت شیخ اسماعیل کی ولادت ترکی کے شہر ابروس میں ہوئی۔ اگرچہ کچھ تذکرہ نگاروں نے بلغاریہ ذکر کیا ہے مگر شیخ کوثری نے ابروس ہی کا قول درست مانا ہے ۔

حضرت اسماعیل حقی کا نام اور القابات درج ذیل ہیں

''هو شيخ اسماعيل حقى بن شيخ مصطفىٰ آفندى بن بيرو شال خدا بنده ، الحلوائى الحنفى البروساوى-''(۱)

''آپ کا نام اسماعیل حقی بن شیخ مصطفیٰ آفندی بن بیرو شال خدا بندہ، الجلوتی الحنفی البروساوی ہے۔''

''ولد الشيخ اسماعيل حقى فى مدينة ابروس بتركيا يوم الاثنين من شهر ذى القعدة سنه ۱۰۶۳ھ، وهى مهجر اسرته حيث هاجر ابو ه اليها من مدينة استبول بعد احتراق بيته و اغراضه اثناه الحرق الذى كان فى اسيرهان باسطنبول سنه ۱۰۶۱ھ''(۲)

شیخ اسماعیل حقی ۱۰۶۳ھ میں ذی قعدہ میں سوموار کے دن ابروس میں پیدا ہوئے ''جب آپ کی عمر تین سال ہو گئی تو آپ کے والد گرامی سید عثمان فضلی سے تعلیم حاصل کرنے کی غرض سے لے کر گئے جو کہ سلسلہ جلوت کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ بیعت کے وقت شیخ عثمان نے کہ اے اسماعیل تم ہمارے خاص طالبین وسالکین میں سے ہو۔ لیکن سوئے اتفاق کہ نو سال کی عمر میں والد گرامی کا انتقال ہو گیا۔''

کم عمری میں آپ یتیم ہو گئے مگر استاد کی شفقت اور محبت نے آپ کی زندگی سنوار دی۔

''توفي والدته وهو ابن سبع سنين ولما كان في العاشرة بدأ يتربى عند الشيخ عبد الباقي افندي و هوخليفة الشيخ عثمان فضلي في مدينة ادره ومكث عنده سبع سنوات و خلال هذه الفترة تلقى منه دروسا فى النحو، الصرف والمنطق، البيان والفقه و علم الكلام والتفسير والحديث-''(۳)

''جب نو سال کے ہوئے تو والد گرامی کا انتقال ہو گیا، عمر کے دسویں سال میں شیخ عبدالباقی افندی کی بارگاہ میں گئے جو کہ شیخ عثمان فضلی کے

خلیفہ تھے۔ آپ کے پاس سات سال رہے۔ اس دوران نحو، صرف، منطق، بیان، فقہ، علم کلام، تفسیر اور حدیث کے علوم حاصل کئے۔ اور اسی دوران شیخ عثمان فضلی سے علم تصوف بھی حاصل کیا۔''

حصول دین کا شوق تھا سلیے کم عمر میں مختلف علوم وفنون سیکھ لیے تصوف سے آپ کو خاص لگاؤ تھا۔

''وفي سنه ۱۰۸۵ھ رحل الی اسطنبول و لازم الشیخ عثمان فضلی و اخذ منه علم التصوف و هذا بدعوة من الشيخ مع تزکیة یحملها من الشیخ عبد الباقی۔''(۴)

''۱۰۸۵ھ میں استنبول گئے وہاں بھی شیخ عثمان فضلی سے علم تصوف حال کیا، جو کہ شیخ عبدالباقی کے سلسلہ پر قائم تھے۔''

اپنی عمر کے بقیہ ایام شیخ کی خدمت میں استنبول رہے۔ ایک دن شیخ نے کہا کہ آج تم سے ہمارے برس شہر کے خلیفہ ہو۔ پھر کہا کہ تمہاری تربیت مکمل ہے۔ پھر شیخ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر آپ پر دم کیا۔

''قام اسماعیل حقی مدة بقائه فی اطنبول بخدمة شیخه و ملازمته ذات یوم دعاه الشیخ عثمان فضلی وعینه ان یکون خلیفة له الی مدینه برسه، فقال له الشیخ لقد حان وقت استعدادک، ثم ذکر الشیخ اسم الله فقراء سورة الفاتحة ونفخ علیه وقال انی عینتک خلیفة لی الی برسه۔''(۵)

''اپنی عمر کے بقیہ ایام شیخ کی خدمت میں استنبول رہے۔ ایک دن شیخ نے کہا کہ آج تم سے ہمارے برس شہر کے خلیفہ ہو۔ پھر کہا کہ تمہاری تربیت مکمل ہے۔ پھر شیخ نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر آپ پر دم کیا۔''

''قال الشیخ اسماعیل حقی رحمه الله وهو یحکی عن نفسه ما نصه عندما عینی شیخی خلیفة له الی بروسه، کنت ادرس الکتاب المسمی ب المطول، ولما نفخ علی شیخی سورة الفاتحة ظهرلی حال آخر، وبعد دعاء شیخی هذا فتح الله علی الفیض الالحی والمعرفة الربانیة، ثم اشتغلت بتفسیر وتاویل الایات الکریمة والاحادیث الشریفة۔''(۶)

''شیخ اسماعیل خود فرماتے ہیں میں اپنے شیخ کی آنکھوں کے سامنے برس شہر میں مطول پڑھاتا تھا۔ اور جب شیخ نے مجھ پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اور مجھے دعا دی تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اپنی معرفت وانوار کے دروازے کھول دیئے۔ پھر اس کے بعد میں تفسیر اور احادیث میں مصروف ہو گیا۔''

علامہ اسماعیل حقی کو دین پھیلانے کا موقع ملا انکو ظاہری علوم کے علاوہ باطنی علوم بھی ملے جو کہ استاد کی طرف سے خاص انعام تھا۔ اللہ نے علامہ اسماعیل حقی کو بے شمار انعامات سے نوازا تھا اور اپنے علمی خزانے کتب میں سمو دیا۔ تفسیر، حدیث، صرف اور نحو، فقہ، اصول فقہ کوئی ایسا علم نہیں جس پر آپ نے روشنی نہ ڈالی ہو۔

القابات:

درج ذیل مشہور القابات ہیں:

آپ کے سلسلہ شیوخ میں ایک شیخ محمود ہدائی الجلوتی گزرے ہیں ان کی نسبت سے آپ کو جلوتی کہتے ہیں، جیسا کہ امام المتکلمین زاھد کوثری

نقل کرتے ہیں

''اما هذه النسبة فهى نسبة الى الطريقة التى ينتسب اليها الشيخ تلقاها مسلسة عن شيخه عثمان الفضلى الاتبازارى وهو اخذحا عن الشيخ عبدالله الواعظ المعروف بذاكر زاده وهو اخذها عن الشخ احمد الخطيب المعروف بدار دار زاده، وهو اخذها عن الشيخ محمد هدائى الجلوتى، وهو اخذها عن الشيخ محمد محى الدين المعروف بافتاده...''(۷)

آپ کا فقہی مسلک حنفی تھا اسی وجہ سے آپ کو حنفی کہا جاتا ہے۔

آپ مشائخ کے سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اسی وجہ سے تصوف میں بھی مہارت رکھتے تھے اور کئی علوم وفنون سے واقف تھے

آپ کی پیدائش ترکی کے شہر بروسا میں ہوئی ہے، اسی وجہ سے آپ کو بروساوی کہا جاتا ہے۔

''نسبة الى مدينة البروسا التى كانت عاصمه للدولة العثمانية و مقرأ الشيخ اسماعيل حقى الى ان توفى فيها والمدينة تقع فى التركيا اليوم، اصبحت هذه المدينة مهمة فى الاسلام بعد ان انتقل ارخان بن عثمان سنه (۷۲۶ھ) اليها و جعلها عاصمة للدولة العثمانيه۔''(۸)

''یہ نسبت بروسا شہر کی طرف ہے جو کبھی دولت عثمانیہ کا دار الخلافہ تھا اور حضرت اسماعیل تاوفات اسی شہر میں رہے یہ ارخان بن عثمان کے دورہ حکومت تک اسلامی مہمات کا مرکز رہا ہے۔''

ترکی میں چونکہ صوفیاء کرام کے باقاعدہ سلسلے چلے آرہے تھے آپ بھی تصوف کے دقیق مسائل میں بحث ومباحث کی تلاش میں تھے وہاں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ علماء کرام سے اختلاف ہو گیا تھا زندگی کے آخری ایام بروسہ میں ہی گزارے۔

دعوتی وتبلیغی سفر

شیخ اسماعیل حقی کو دعوت وتبلیغ کے سلسلے میں آپ کے مرشد گرامی شیخ عثمان فضلی نے مکدونیا کی طرف بھیجا۔ وہاں پر آپ لوگوں کو دعوت دیتے تھے اور طالبعلموں کو درس وتدریس دیتے تھے۔ وہیں پر آپ کے شیخ عثمان فضلی نے آپ کو خط لکھا اس خط کی عبارت یوں ہے۔

''ابني اسماعيل حقي افندي اوص الناس ان يعملوا ما هو المعروف والمستحسن عقلا ودينا وانههم عن المنكرات وكن مستعدا بخطاب الاية الثامنة والاربعين من سورة القلم كن صابرا وشاكرا وعابدا بالليل وصائمابالنهار وكن من يخش الله واجتنب من الذهاب الى مواطن الشبهة والتهمة ولو كنت مدعوا الى هذه الاماكن وادع الله الى العلم و العمل حيث ما كنت دربهم على العقيدة الصحيحه واذكرهم بخير كانوا عندك اولم يكنونوا'' (۹)

''اے میرے بیٹے اسماعیل میں تم کو ان کاموں کے کرنے کی وصیت کرتا ہوں جو عقل اور دین کے اعتبار سے دونوں اعتبار سے اچھے ہوں اور برے کاموں سے روکتا ہوں۔ سورۃ قلم کی آیت نمبر ۴۸ پر عمل کرنے کی تلقین کرتا ہوں، صابر اور شکر کرنے والا بن جا، رات کو عبادت اور دن کو روزہ رکھ اور اللہ سے ڈرتا رہ، شکوک وشبہات والے کاموں سے بچتا رہے، اگر ان کاموں کی طرف بلایا بھی تو نہ جا، علم اور عمل کی دعوت دے عقیدہ صالحہ پر کاربند رہے۔''

علامہ اسماعیل حقی ان خوش نصیبوں میں سے تھے جن کو اساتذہ کی صحبت بعد میں بھی میسر رہی اور انہی کے نقش قدم پر چل کر دنیا اور آخرت سنوارتے تھے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل پیرا رہے۔

۱۱۰۷ھ میں آپ نے جہاد کا سفر بھی کیا۔ سلطان مصطفیٰ ثانی نے آپ کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔

''وفی سنه ۱۱۰۷ھ،سافر الی ادرناه بدعوة مصطفیٰ الثانی، وشارک فی الجهاد و حرض الناس علیه وبین اهمیة الجهاد وعظیم ثوابه عندالله و رجع الجیش منتصرا ولکن الشیخ اسماعیل حقی مجروحا و رجع الی بروسه۔''(۱۰)

''۱۱۰۷ھ میں آپ نے جہاد کا سفر بھی کیا۔ سلطان مصطفیٰ ثانی کی دعوت پر جہاد کا سفر کیا اور آپ جہاد میں عملی طور پر شریک رہے اور لوگوں کو جہاد کی رغبت دلاتے رہے، آپ کی برکت سے لشکر فتح کے ساتھ واپس لوٹا، اسی جنگ میں آپ زخمی بھی ہوئے اور پھر آپ جب بروس کی طرف واپس لوٹ آئے۔''

علامہ صاحب نے نہ صرف کتب لکھیں بلکہ جہاں بھی دشمن اسلام نے للکارا مجاہدوں کی صف میں ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہو گئے اور ان کے حوصلے بڑھائے دین کے محافظ اور داعی بنے کفار سے بیزار تھے اور سلف صالحین کے راستے پر گامزن تھے۔

آپ نے حج کی نیت سے حجاز کا سفر کیا، مگر اس سفر میں بھی آپ علم حاصل کرتے رہے۔

''لم یذکر بالتفصیل رحلته الی الحجاز الا انه سافر هناک لاداء مناسک الحج مرتین، مرة فی سنه ۱۱۱۱ھ مرة فی سنه ۱۱۲۱ھ، والف بعض الکتب فی تلک الرحلة وقال الشیخ کتاب اسرار الحج الفته فی الحج والفت کتبا اخری لکن فقدتها فی نهبة العریان۔''(۱۱)

''اس سفر کی تفصیل نہیں ملتی ہے، آپ نے مناسک کی ادائیگی کے لیے دو مرتبہ سفر کیا، ۱۱۱۱ھ میں پہلا اور ۱۱۱۲ھ میں دوسرا سفر کیا۔ آپ نے اس سفر میں تالیف بھی کی ہے۔ اسرار حج کی کتاب بھی حج کے دوران لکھی۔ دیگر بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں۔''

علامہ اسماعیل حقی کے لیے وقت کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی اس لیے کوئی بھی لمحہ ضائع نہ ہونے دیا اور علمی کارنامے سرانجام دیتے رہے۔ آپ نے تاحیات دین کی خدمت کی مگر اسے ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں قلم اٹھایا اور زندگی دینی و علمی تحقیقات میں صرف کر دی۔

اپنے شیخ عثمان فضلی کی وفات کے بعد آپ نے شام کا سفر کیا۔

''بعد وفاة شیخه عثمان فضلی سافر الی الاشام و مکث هنالک ثلاث سنوات واخذ عن الشیخ ابی المواهب محمد عبدالباقی الحنبلی فاستجازه فاجازه واجتمع هناک مع الشیخ عبدالغنی النابلسی رحمه الله تعالیٰ و جری بینهما بعض المناقشات فی قضایا التصوف۔''(۱۲)

''شیخ عثمان فضلی کی وفات کے بعد آپ نے شام کا سفر کیا۔ وہاں پر آپ تین سال ٹھہرے اور شیخ ابوالموہب محمد عبدالباقی حنبلی سے تعلیم حاصل کی اور ان سے اجازت لے کر شیخ عبدالغنی نابلسی کی بارگاہ میں گئے اور وہاں پر تصوف کے عنوان پر مناظرہ بھی کیا ہے۔''

زندگی کا یہ سفر حصول علم کے لیے جاری رہا تصوف سے خاص لگاؤ تھا اس لیے تفسیر بھی تصوف کے رنگ میں ڈھلی ہے۔

آپ اس دوران مصر بھی تشریف لے گئے۔

"لم اعثر علی دعوة لزیارة مصر فی ای سنة کانت و لتقی العلم ھناک من الشیخ ابراھیم البرعاوی الازھری۔"(۱۳)

"اس کا سن معلوم نہیں مگر آپ علم کی تلاش کیلئے شیخ ابراہیم برعاوی ازہری کے پاس بھی گئے ہیں۔"

دین کے حریص اپنی پیاس بجھانے کے لیے دور دراز کا سفر کرنے میں علامہ اسماعیل حقی نے بھی اپنا حق ادا کر دیا۔

بروسہ کا قیام:

شیخ کی وفات کے بعد آپ مسجد احمدیہ استنبول سے واپس بروسہ تشریف لے آئے۔ ۱۱۳۵ھ میں آپ بروسہ تشریف لے آئے، وفات تک اسی شہر میں رہے۔ اور آپ کی مندرجہ ذیل مصروفیات تھیں۔

"۱-بناء مسجد وھو اول ما قام بہ حینما وصل الی بروسہ و سماہ مسجد محمدی

۲-انشاء درکاہ وھی زاویة و اشتغلت علی ماکن للتعلیم و غرفة للضیافة

۳-وفی أواخر حیاتہ انعزل عن الناس واشتغل بالتصنیف والتألیف"(۱۴)

"۱۔ مسجد محمدی کی تعمیر کی۔

۲۔ تعلیم و تربیت کے لیے درگاہ بنائیں جہاں دور دراز سے لوگ آتے تھے۔

۳۔ آخری عمر میں کنارہ کاش ہو گئے اور تصنیف و تالیف میں مصروف ہوں گئے۔"

آپ کو بروسہ سے خصوصی محبت تھی اس لیے کہ آپ کی تعلیم و تربیت کا آغاز بروسہ سے ہوا تھا آپ نے یہاں تعلیم و تربیت کے سلسلے کو آگے بڑھایا تاکہ دین کی اشاعت ہو سکے اور اپنا وسیع علم دو شہروں تک پہنچایا جو کہ صدقہ جاریہ رہے گا اور آنے والی نسلیں مستفید ہوتی رہیں گی۔

وفات:

"توفی رحمہ اللہ تعالیٰ سنہ ۱۱۳۷ھ وھو ابن اربع و سبعین سنة، و دفن خلف محراب جامع محمدی الذی عرف باسم اسماعیل حقی تکسی"(۱۵)

"آپ کی وفات ۱۱۳۷ھ میں ہوئی۔ آپ کی عمر ۷۴ سال تھی جامع مسجد محمدی کے محراب کے ساتھ آپ کو دفن کیا گیا۔"

اللہ آپ کی قبر پر رحمتوں کا نزول فرمائے اور آپ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین!

محققین وہ علما کی آراء:

حضرت شیخ اسماعیل حقی ایک صوفی مفسر تھے۔ آپ کے بارے میں بہت سے علماء نے آراء دی ہیں۔ صرف چند ایک درج ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں۔

شیخ عثمان فضلی کا قول:

''خذ هذا انه حصيلتى منذ ثلاثين عاما ارجو ان يمنحک الله اكثر من هذا اى ان الشيخ لا يدعو له بالمزيد الا بعد ان توفرت له علامات طيبة من شخصيته و توفرت له الشروط كمفسر۔''(۱۶)

''شیخ عثمان فضلی نے کہا اس نے مجھ سے تیس سال علم حاصل کیا اللہ تعالی اس کو علم و فضل عطا کرے۔''

امام زاھد کوثری کا قول:

''قال الكوثرى عند ما كتب تترجمتة فى بداية حديثه عنه هو العالم المفسر الصولى المتكلم الصوفى الواعظ الشيخ اسماعيل حقى،'' (۱۷)

''امام زاہد کوثری لکھتے ہیں شیخ اسماعیل حقی مفسر، اصولی، متکلم، صوفی اور واعظ تھے۔''

قال احد علماء التركيا:

''كان مفسرا كبيرا و عالما و متصوفا عاليا جليلا و ذا عبارة طيبة۔''(۱۸)

''آپ مفسر، عالم، صوفی اور بہت ہی نیک انسان تھے۔''

E. VAN DONGEL آپ کے بارے میں لکھتے ہیں

''هو العالم التركى الصوفى الشاعر البروسوى،احد علماء البازرين الذين لهم ايد فعالة فى الدولة العثمانية بكتب بالعربية والتركية۔''(۱۹)

''شیخ اسماعیل حقی ترکی عالم صوفی شاعر اور علماء میں سے تھے، جنھوں نے دولت عثمانیہ کی مدد کی آپ نے ترکی اور عربی زبان میں لکھا ہے۔''

چونکہ آپ محدث، مفسر اور صوفی تھی آپ کی وفات سے دنیا ایک عظیم شخصیت سے محروم ہو گئی تھی۔

شیوخ:

تصوف اور علم کے حصول کی غرض سے آپ نے درج ذیل شیوخ سے فیض حاصل کیا ہے۔

شیخ عبد الباقی افندی

شیخ عثمان فضلی

شیخ ابراہیم بروھای

شیخ ابو مواہب

شیخ عبد الغنی نابلسی(۲۰)

شیخ عثمان فضلی کی صحبت سب سے زیادہ میسر ہوئی باقی شیوخ بھی اصلاح فرماتے رہے اور تعلیم و تربیت فرماتے رہے انہی کی کاوشوں سے یہ عظیم ستارہ روشن ہوا۔

آپ کی کتب میں زیادہ شروحات ہیں اور دیگر کتب بھی مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں۔ جس میں ماحول کی ضروریات کا لحاظ بھی رکھا ہوا ہے اتنے سال گزرنے کے باوجود آج بھی لوگ ان کی کتب سے استفادہ کر رہے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی کو بچپن سے علوم وفنون حاصل کرنے کا شوق تھا ان کو پیدائشی اسلامی ماحول ملا۔ والدہ اور ماموں کی خصوصی توجہ تھی اور اللہ تعالی نے بھی ان کو اسلام کی خدمات کے لئے چن لیا تھا اور علم و حکمت سے بھی نوازا تھا۔ اس کے علاوہ مختلف اساتذہ کی زیر نگرانی دین کو سیکھانے اور سکھانے کا موقع ملا اور یہی ان کا زندگی کا مشن بن گیا۔ علامہ اسماعیل حقی سچے اور کامل انسان تھے حضور ﷺ کی سیرت سے اچھی طرح واقف تھے جملہ تصنیفات مختلف عنوانات پر مشتمل ہیں جن سے آپ کی وسیع معلومات کا پتہ چلتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ مشہور تفسیر ''روح البیان'' ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ کی سیرت اقوال وافعال، عادات، کردار، حرکات و سکنات اور طریق معاشرت کو محفوظ کیا گیا ہے اور دیگر مضامین بھی شامل ہیں۔ علامہ اسماعیل حقیؒ کو مختلف علوم وفنون میں دسترس تھی اشعار سے بھی دلچسپی رکھتے تھے اس لیے تفسیر میں مولانا رومی کے فارسی میں اشعار نقل کیے ہیں۔ اسماعیل حقیؒ نے مختلف دین کے لیے مختلف ممالک کا سفر بھی کیا اپنی زندگی کو دین اسلام کی اشاعت کے لیے وقف کر دیا۔

تفسیر روح البیان کا منہج واسلوب

قرآن مجید کی تفسیر کرنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں کیونکہ اس میں مہارت تامہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلاف کا یہی طریقہ تھا جب بھی وہ تفصیل لکھنے کا ارادہ کرتے اس میں مکمل مہارت حاصل کرتے کیونکہ جب تک تمام فنون متعلقہ میں مہارت حاصل نہ ہو تب تک قرآن حکیم کی تفسیر کرنا نہ صرف یہ کہ جائز نہیں بلکہ ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ کلام اللہ ہے اور کلام اللہ کو سمجھنا اور دوسروں کو سمجھانا بہت آسان نہیں۔ البتہ علوم ضروریہ کے ساتھ فضل خداوندی نصیب ہو تو تب آسان ہوتا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی ان علمائے حق میں سے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کی اصل منشا و مراد کو واضح فرمایا۔ تفسیر روح البیان جامع تفسیر ہے، دس جلدوں پر مشتمل ہے اس میں مفسّر نے عقائد، مسائل، تصوف، سیرت اور مختلف موضوعات پر بحث کی ہے یہ نہایت سادہ اور آسان تفسیر ہے قارئین کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے اس میں موجود حکایات اور واقعات تفسیر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس کا ایک مخصوص منہج ہے جس کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا۔

منہج

منہج عربی زبان میں ایسے راستے کے لئے بولا جاتا ہے جس میں وضاحت، ظہور اور یکسانیت ہو اور یہ ایسے قواعد کو کہتے ہیں جو علمی مطالعہ کی کسی بھی محنت کو محکم کر دیتے ہیں عربی زبان کے قواعد تفسیر، فقہ اور عقیدہ کے اصول منہج کہلائیں گے کیونکہ یہ علوم اسلام کا مطالعہ اور اسلام کے اصولوں کو منضبط اور مرتب کر دیتے ہیں منہج نہ صرف علم کی حفاظت کرتا ہے بلکہ اس کا میدان بھی کشادہ کر دیتا ہے اس کی وجہ سے مطلوب کی موضوعات کی حقیقت تک رسائی ہو جاتی ہے۔

اسلوب

اسلوب عربی زبان کے لفظ "سلب" سے مشتق ہے کسی ادبی شخصیت، مقرر یا مصنف کا تخلیقی ضابطہ جس میں توضیح، قوت، تاثیر اور حسن وغیرہ کے اجزاء موجود ہوں اسلوب کہلاتا ہے ہر مصنف کا الگ اسلوب ہوتا ہے جس کے اظہار کے لئے وہ مناسب الفاظ کا استعمال کرتا ہے اسلوب میں الفاظ کی ترتیب اور انتخاب کا سلیقہ بنیادی اہمیت رکھتا ہے

منہج واسلوب انسانی فکر کو ایک محور پر مرکوز کر دیتا ہے یوں انسانی فکر کسی بھی چیز کو مکمل شرح وبسط کی پابند بنا دیتی ہے یہ افکار اور نظریات کو دوسروں تک منتقل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے تفسیر روح البیان کا منہج واسلوب یہ ہے

علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر ''روح البیان'' کا آغاز اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کیا ہے اور تفسیر کا مختصر تعارف بیان کرنے کے بعد تفسیر اور تاویل میں فرق بھی بیان کیا ہے اس کے مقصد اور مفہوم کو واضح کیا ہے۔ قرآن مجید کی آیات کی نشاندہی کی ہے وہ مکی ہے یا مدنی۔ صوفیاء کے افکار، مفسرین کے اختلافات کا ذکر کیا اور تنقید سے پرہیز کیا ہے غالب رائے کو ترجیح دی ہے۔ مفسر نے سورتوں کی فضیلت احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کی ہے اور ان کے شان نزول کو بھی بیان کیا ہے۔ علامہ اسماعیل حقیؒ نے رسول اللہ ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کیا گیا ہے آپ ﷺ کی ولادت، مکی اور مدنی زندگی اور شمائل کا تذکرہ بھی ہے اس کے علاوہ صرف، نحو، لغت، فقہ، سیرت، منطق، صوفیانہ افکار اور علماء کرام کی آراء کو مد نظر رکھ کر تفسیر کی ہے۔ تفسیر کے لئے مفسر کی شرائط اور اصول و قواعد کو بھی مد نظر رکھا ہے اور مدلل انداز میں اس کو مزین کیا ہے۔

تفسیر القرآن بالقرآن:

اس کا معنی ہے کہ قرآن کی ایک آیت کی دوسری آیت سے تفسیر کرنا۔

مفسر قرآن مجید کی بعض آیات کی تفسیر قرآن مجید سے ہی کرتے ہیں اس طرح کی تفسیر سب سے افضل ہے اور اس تفسیر میں کوئی اختلاف یا شکوک وشبہات کی گنجائش نہیں ہے کیونکہ یہ تفسیر قرآن کی قرآن سے ہوتی ہے۔ اس کی درج ذیل مثالیں ہیں:

قرآن مجید میں ہے:

﴿مالک یوم الدین﴾(۲۱)

''بدلے کے دن کا مالک ہے۔''

یہاں دین سے مراد اسلام ہے اور اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے قرآن مجید سے دلیل دیتے ہیں

﴿ان الدین عند الله الاسلام﴾(۲۲)

''بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہے۔''

دوسری آیت میں ہے:

﴿والذین ھم علٰی صلاتھم دائمون﴾(۲۳)

''اور وہ جو اپنی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔''

اس کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

﴿ان الصلاۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر﴾(۲۴)

''بے شک نماز فحش اور بے حیائی سے روکتی ہے۔''

ایک آیت کی دوسری آیت سے تفسیر کے ساتھ کی ہے۔ پہلے ایمان والوں کی صفت بتادی کہ وہ نماز پابندی سے ادا کرتے ہیں مفسّر نے نماز کی ادائیگی کے ساتھ اس کے فوائد بھی بتادیئے ہیں کہ وہ بے حیائی اور برے کاموں سے بھی روکتی ہے اور ظاہر ہے نماز کو ایمان والا ہی پابندی سے ادا کرتا ہے۔ نماز سے خوف خدا پیدا ہوتا ہے اور معاشرے میں بے حیائی نہیں پھیلتی امن رہتا ہے۔ انسان کے وقار اور عظمت کو بلند کرتی ہے
۔

تفسیر القرآن بالحدیث:

اس کا معنی یہ ہے کہ قرآنی آیت کی تفسیر حدیث کے ساتھ کرنا۔

صاحب روح البیان نے تفسیر لکھتے ہوئے جگہ جگہ کتب احادیث سے استفادہ کیا ہے اور دلائل کے ساتھ قرآن مجید کی آیات کی وضاحت کی مثلاً قرآن مجید میں ہے:

﴿فمنھم شقی وسعید﴾(۲۵)

''بعض ان میں بدبخت اور بعض نیک بخت ہیں۔''

یعنی ہر انسان کی فطرت میں شقاوت اور سعادت دونوں کی صلاحیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اسے اختیار دیتا ہے انسان پھر اپنے عمل سے شقی یا سعید ہو جاتا ہے وہ نیکی کرتا ہے یا برائی کی راہ اختیار کرلیتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

(کل مولود یولد علی فطرۃ الاسلام فابواہ یھودانہٖ و ینصرانہ ویمجسانہ)(۲۶)

حدیث اسی آیت کی تفسیر کر رہی ہے کہ انسان جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی فطرت سلیمہ ہوتی ہے اور ہر طرح کی صلاحیت رکھتی ہے اس کے بعد جب اسے ماحول نصیب ہوتا ہے مسلم ہو یا غیر مسلم اس کی تربیت ہوتی ہے تو اسکی طبیعت آہستہ آہستہ اس ماحول کی طرف مائل ہو جاتی ہے۔ اور وہ اسی ماحول کا حصہ بن جاتا ہے۔ اس کی تربیت اسے عالم دین بھی بنا سکتی ہے اور سرکش بھی بنا سکتی ہے اس والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کی بہتر تربیت کریں تاکہ ان میں حق اور باطل کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو۔

صرفی قوانین سے استدلال:

تفسیر میں مفسر نے صرفی تحقیق بھی کی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿و ربآئبکم الّتی فی حجورکم﴾- (۲۷)

''اور تمہاری پرورہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں۔''

ربائب جمع ہے ربیبہ کی۔الحجور حجر کی جمع ہے اس کو فتح اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر کرتے ہوئے واحد جمع، مذکر و مونث اور ان اصول وضوابط کا خاص خیال رکھا ہے جو کہ ایک مفسر کے لیے بہت ضروری ہے۔

دیگر تفاسیر سے استدلال:

مفسر کتب حدیث، تصوف، فقہ کے علاوہ تفاسیر سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿یایھا الذین اٰمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ﴾- (۲۸)

''اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی علیہ السلام کی آواز سے بلند نہ کرو۔''

اسماعیل حقی عرائس الیان (امام البقلی) سے اسکی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ ﷺ عبادت میں بہت مستغرق ہوتے ہیں ان کی ہر وقت بارگاہ الٰہی میں حاضری ہوتی ہے۔اس لیے جب کوئی بلند آواز سے بولتا ہے تو اس سے آپ ﷺ کا قلب اطہر اذیت پاتا ہے اس سے اعمال صالحہ کے ضائع ہونے کا خدشہ ہے۔''(۲۹)

اس آیت میں مفسر نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کے آداب بتائے ہیں بلند آواز میں بات کرنا رسول اللہ ﷺ کو اذیت دیتا ہے اسی آیت کے ضمن میں تفسیر ابن عباس کا حوالہ دیتے ہیں۔

''لاتقولو خلاف الکتاب والسنة ''(۳۰)

''کتاب وسنت کے خلاف کوئی بات نہ کہو۔''

رسول اللہ ﷺ کی حدود سے تجاوز کرنا اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا ہے۔اس لیے حضور ﷺ کی حدیث کے بارے میں بھی دیکھ لینا چاہئے کیا واقع یہ حدیث ہے شرعی امور کا بھی لحاظ رکھنا چاہئے۔علماء کرام آثار حدیث کو ترجیح دیتے تھے۔

فارسی اشعار سے استدلال:

مفسر کو نہ صرف عربی زبان میں مہارت تھی بلکہ فارسی زبان میں بھی ان کا علم وسیع تھا اس لیے انہوں نے فارسی کے اشعار کا بھی استعمال کیا ہے وہ حضرت شیخ سعدی کے اشعار سے نقل کرتے ہیں۔

زباں از بھر شکر و سپاس
بغیبت نگر اندیش حق شناس

دو چشم از پے منع باری نکوست
نہ عیب برادر بود گیر د دوست (۳۱)

زبان شکر وسپاس کے لیے ہے اے حق جاننے والے اسے غیبت میں گندہ نہ کر
دو آنکھیں آللہ کی صفت کے لیے ہے اسے بھائی اور دوست کے عیب دیکھنے میں صرف نہ کر

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان اور آنکھیں صفات دیکھنے اور بیان کرنے کے لیے دی ہیں اس لیے ان میں خیانت نہیں کرنی چاہیے رسول اللہ ﷺ کی سیرت طیبہ کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اعلیٰ اخلاق اور شرم وحیا والے تھے اور یہی حکم امت کے لئے تھا اس سے انسان بہت سی برائیوں سے محفوظ رہتا ہے اس کی عزت آبرو محفوظ رہتی ہے اور نہ صرف اسے سنت کا ثواب ملتا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل ہوتی ہے۔

اقوال آئمہ سے استدلال:

مفسر نے فقہی مسائل کا استخراج کیا ہے جس میں انہوں نے آئمہ اربعہ کے مذہب کو اختیار کیا ہے اور اختلاف کی صورت میں امام ابو حنیفہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔

قرآن شریف میں ہے:

﴿و من لم يستطع منكم طولًا ان ينكح المحصنٰت المؤمنٰت فمن ما ملكت ايمانكم من فتيٰتكم المؤمنٰت﴾۔ (۳۲)

''اور جو تم میں سے بے مقدوری کے باعث نکاح کی طاقت نہ رکھے کہ وہ ایمان والی عورتوں سے نکاح کرے تو ان سے نکاح کرے جو تمہارے ہاتھ کی ملک ایمان والی کنیزیں ہیں۔''

اسماعیل حقی اس آیت کی تفسیر میں امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کا مسلک نقل کرتے ہیں۔

امام شافعی کے نزدیک لونڈی سے نکاح کے لیے تین شرائط ہیں۔

۱۔ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ ہو۔

۲۔ زنا کا سخت خوف ہو۔

۳۔ لونڈی مومنہ ہو کافر اور کتابیہ نہ ہو۔(۳۳)

جبکہ امام ابو حنیفہ بلا شرط ہو لونڈی سے نکاح جائز قرار دیتے ہیں جب تک آزاد عورت میسر نہ ہو امام ابو حنیفہ آزاد عورت کو مومنہ لونڈی اور مومنہ لونڈی کو لونڈی سے افضل قرار دیتے ہیں کیونکہ اس آیت میں مومنہ لونڈی کا ذکر ہے مگر یہ بھی ثابت نہیں کہ کتابیہ لونڈی سے نکاح حرام ہے۔

نحوی مسائل:

قرآن حکیم چونکہ عربی میں ہے اور عربی گرائمر کی بنیاد صرف ونحو پر ہے تو علامہ حقی علیہ السلام اپنی تفسیر میں جگہ جگہ ان نحوی مسائل کو تفسیر کی توضیح میں ذکر کرتے ہیں۔

مصنف کہیں کہیں صرفی اور نحوی مسائل کو بھی ذکر کرتے ہیں

مثلاً قرآن مجید میں ہے:

﴿ لیس البر ان تولوا وجوهکم قبل المشرق و المغرب و لٰکن البر من اٰمن بالله و الیوم الاٰخر و الملٰئکة و الکتٰب و النبیٖن و اٰتی المال علٰی حبهٖ ذوی القربٰی و الیتٰمٰی و المسٰکین و ابن السبیل و السآئلین و فی الرقاب و اقام الصلٰوة و اٰتی الزکٰوة و الموفون بعهدهم اذا عٰهدوا و الصٰبرین فی الباسآء و الضرآء و حین الباس اولٰئك الذین صدقوا و اولٰئك هم المتقون ﴾(۳۴)

''نیکی یہ نہیں کہ تم اپنا چہرہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو لیکن حقیقی نیکی اللہ پر ایمان لانا، آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر، نبیوں پر اور کتابوں پر اور اللہ کی محبت میں مال قرابت داروں کو دینا، یتیموں، مسکینوں کو اور غلام آزاد کرنے والوں کو دینا اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا اور اپنے وعدے کو پورا کرنا، جب وعدہ کرو تنگی اور سختی میں صبر کرنا اور لڑائی کے وقت اور وہی لوگ متقی ہیں۔''

قبل المشرق والمغرب ظرف مکان ہے اور ''حبہ'' کی ضمیر مال کی طرف لوٹتی ہے، مساکین مسکین کی جمع ہے اور لفظ ساکن کا مبالغہ ہے، چونکہ اسے لوگوں سے سکون ملتا ہے اس وجہ سے اسے مسکین کہتے ہیں، رقاب رقبۃ کی جمع ہے اور رقبۃ گردن کے پچھلے حصے کو کہتے ہیں۔ صابرین مدح کے طور پر آیا ہے تاکہ معلوم ہو ان لوگوں کی شان بلند ہے۔(۳۵)

اس آیت میں یتیموں، مسکینوں، قرابت داروں اور غلام آزاد کروانے والوں کے بارے میں آیا ہے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والوں کو متقین میں شمار کیا ہے۔ علامہ اسماعیل حقی نے اس آیت کے منشاء کو الگ الگ معنٰی اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے تاکہ متکلم کی مراد تفصیل کے ساتھ واضح ہو جائے اور اس میں ہر اسم کی تحقیق کی ہے عبارت میں واحد جمع کا بھی لحاظ رکھا ہے تاکہ قاری کو سمجھنے میں مشکل نہ ہو۔

صوفیانہ افکار سے استدلال:

اس میں کثرت سے صوفیانہ اقوال ذکر کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے ایسے کہا ہے کہ یہ صوفیانہ تفسیر ہے۔

یہ تصوف پر مبنی تفسیر ہے، مفسر نے کثرت کے ساتھ صوفیانہ افکار نقل کیے ہیں اور انہیں افکار کو ترجیح دی ہے اس تفسیر میں مفسر نے مختلف صوفیاء کرام کے اقوال ذکر کرنے کے بعد اپنے اقوال بھی نقل کرتے ہیں مثلاً۔

﴿اتل مآ اوحی الیک من الکتٰب واقم الصلٰوة ط ان الصلٰوة تنهٰی عن الفحشاء والمنکر ط ولذکر الله اکبر ط والله یعلم ما تصنعون﴾ (۳۶)

"اے محبوب! پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے منع کرتی ہے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔"

مفسر اس آیت کی تفسیر میں علامہ علاؤالدین کا قول نقل کرتے ہیں

"فحشاء منکر قلب کے امراض میں سے ہیں اور قلب کے لئے سب سے بڑا مرض نسیان ہے اور اس کے ازالہ کے لئے سب سے بڑا علاج ذکر الٰہی ہے اگرچہ تلاوت قرآن اور نماز اس کا ازالہ کرتے ہیں لیکن ذکر الٰہی اس سے فزوں تر ہے۔"(۳۷)

اور مفسر فرماتے ہیں

"ذکر تمام غفلتوں کو مار بھگاتا ہے۔"(۳۸)

باطنی اصلاح سے لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور انہیں خوف خدا نصیب ہوتا ہے۔ انسان وجود مجازی سے وجود حقیقی کی طرف آتا ہے، جس سے دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ صوفیا اکرام اللہ کے ذکر میں اس طرح مشغول ہوتے کہ انہیں ارد گرد کی خبر بھی نہ رہتی اور ان کی زندگی کا مقصد ہی اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔

اسرائیلی روایات:

صاحب تفسیر نے تفسیر روح البیان میں اسرائیلی روایات کا ضرورت کے مطابق ذکر کیا ہے اور صرف ایسی روایات نقل کی ہیں جو قرآن وسنت سے متصادم نہ ہوں، شریعت کے موافق ہوں، مخالف نہ ہوں۔ جیسے:

قرآن مجید میں ہے

﴿ولقد اٰتینا داود منا فضلا ط یٰجبال اوبی معه والطیر و النا له الحدیدO ان اعمل سٰبغٰت وقدر فی السرد و اعملوا صالحاط انی بما تعملون بصیر﴾ (۳۹)

"اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا۔ اے پہاڑو! اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو! ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا کہ وسیع زرہیں بنائے اور بنانے میں اندازے کا لحاظ رکھ اور تم سب نیکی کرو اور بے شک میں تمہارے کام کو دیکھ رہا ہوں۔"

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی علیہ السلام کو کسی نہ کسی خوبی اور معجزہ سے نوازہ تھا وہ اپنی امت کی اصلاح کرتے رہے حضرت داؤدؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلطنت کے ساتھ ساتھ ہنر بھی دیا جیسا کہ لوہے کو نرم کر دینا۔ سب سے پہلے زرہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بنائی ورنہ آپ سے پہلے لوگ لوہے کی بڑی بڑی چادریں بنا کر ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیتے انہی سے زرہ کا کام لیتے تھے آپ نے ان کے لئے کام آسان کر دیا لوہے کو پکڑتے تو وہ پگھلنے لگتا ایسے ہی مختلف اشیاء بنا لیتے تھے۔

مفسر اس آیت کے ضمن میں واقعہ بیان کرتے ہیں:

"حضرت داؤد علیہ السلام جب بنی اسرائیل کے بادشاہ بنے تو بھیس بدل کر عوام سے پوچھتے کہ داؤد کیسے ہیں؟ لوگ آپ کو ناواقف سمجھ کر

آپ کی تعریف وتوصیف کرتے۔ ایک فرشتہ آپ کے پاس بھیس بدل کر آیا آپ نے اس سے بھی یہی سوال کیا فرشتے نے کہا کہ وہ بھلا آدمی ہے اگر وہ ایک عادت چھوڑ دے تو اچھا ہے۔ پوچھا کہ وہ کون سی عادت ؟ فرشتے نے کہا کہ وہ بیت المال سے اپنا اور اپنے اہل وعیال کا کھانا لینا ترک کر دے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا پھر وہ کہاں سے کھائے ؟ فرشتے نے کہا اپنے ہاتھ کی کمائی سے ،اس طرح اس کے فضائل و کمالات میں اضافہ ہو گا۔ اس پر حضرت داؤد علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ ! مجھے ایسا عمل دے جس سے میں بیت المال سے کھانا کھانا چھوڑ دو ں۔ اللہ نے آپ کو ذرہ بنانا سکھا دیا۔ آپ روزانہ ایک زرہ بنا کر چار یا چھ ہزار درہم میں بیچتے اس میں سے دو ہزار درہم اپنے اہل وعیال پر خرچ کرتے اور باقی بنی اسرائیل کی فقراء ومساکین پر خرچ کرتے تھے۔"(۴۰)

علامہ اسماعیل حقی نے یہ اسرائیلی روایت نقل کی ہے مگر اس کا ماخذ مذکور نہیں اور نہ اس پر کوئی تبصرہ ہے۔

اس آیت کی تفسیر کے بارے میں معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ان پتھروں میں عقل ہوتی تو وہ ضرور عمل کرتے۔ جبکہ مفسر فرماتے ہیں کہ پتھر اگرچہ جمادات ہیں لیکن اللہ انہیں فہم دیتا ہے اور الہام فرماتا ہے اور اسی الہام کی بدولت وہ اللہ سے ڈرتے ہیں کیونکہ اللہ نے تمام جمادات اور حیوانات میں علم رکھا ہے اور یہی وجہ ہے کہ وہ اس کی تسبیح وتعریف بیان کرتے ہیں۔

تفسیر کی فنی حیثیت:

تفسیر "روح البیان"، مختلف علوم وفنون کی جامع تفسیر ہے اس میں اگرچہ احادیث مبارکہ کی کثرت ہے مفسر نے کہیں کہیں صرفی نحوی بحث بھی کی ہے۔ عام سادہ تفسیر بھی ہے جسے تفسیر عالمانہ کہا گیا ہے۔ اس میں اشعار بھی نقل کیے ہیں مگر پھر بھی اسے تفسیر اشاری کا درجہ حاصل ہے کیونکہ مفسر نے اس سلسلہ میں صوفیاء کرام کے اقوال نقل کیے ہیں جیسے تاویلات النجمیہ یہ صوفیاء کرام نے لکھی ہے اور مفسر نے اس تفسیر سے بہت استفادہ کیا ہے، جگہ جگہ اس تفسیر کا حوالہ نقل کرتے ہیں اس کے علاوہ مولانا رومی کے صوفیانہ شاعری بھی لکھی ہے۔ تفسیر روح البیان میں مصنف نے تصوف کے مباحث کو کثرت سے بیان کیا ہے صوفیاء کے اقوال سے استفادہ کیا ہے بلکہ حضور ﷺ کی ولادت سے لیکر وصال باکمال تک کے تمام حالات ذکر کیے ہیں۔ اس اعتبار سے بھی سیرت پر جامع تصنیف شمار کی گئی ہے اور سیرت کے متنوع موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے۔ فضائل وشمائل نبوی ﷺ کے ساتھ ساتھ حیات رسول ﷺ کے واقعات کو بیان کیا گیا ہے اور ایسے اہل علم جو فقہ میں ید طولی رکھتے تھے ان سے استفادہ کیا ہے اور فقہی اسلوب کا رنگ غالب نظر آیا۔ یہ تفسیر روح البیان کی خصوصیت ہے کہ مختلف عنوانات کے تحت سیرت کو قرآنی آیات کے ذریعے بیان کرتے ہیں آیات مبارکہ کی تفسیر کے لیے مختلف کتب اور تفاسیر سے استفادہ کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی وجہ سے اس کے بعد تفسیری ادب پر گہرے اثرات مرتب ہوئے ہیں اور مابعد کی تفاسیر میں اس سے استفادہ کیا گیا ہے جیسا کہ التبیان، ضیاء القرآن، تبیان القرآن، نور القرآن اور خزائن العرفان۔ تفسیر روح البیان میں مصنف نے تصوف کے مباحث کو کثرت سے بیان کیا ہے صوفیاء کے اقوال سے استفادہ کیا ہے بلکہ حضور ﷺ کی ولادت سے لیکر وصال باکمال تک کے تمام حالات ذکر کیے ہیں۔ اس میں کثرت سے صوفیانہ اقوال ذکر کیے گئے ہیں جس کی وجہ سے ایسے کہا ہے کہ یہ صوفیانہ تفسیر ہے۔ کیونکہ اس تفسیر میں مفسر نے مختلف

صوفیاء کرام کے اقوال ذکر کرنے کے بعد اپنے اقوال بھی نقل کرتے ہیں مثلاً۔

﴿اتل مآ اوحی الیک من الکتٰب واقم الصلٰوۃ ط ان الصلٰوۃ تنھٰی عن الفحشآء والمنکر ط ولذکر اللہ اکبر ط واللہ یعلم ما تصنعون﴾ (۴۱)

''اے محبوب! پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم کرو بے شک نماز بے حیائی اور بری بات سے منع کرتی ہے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔''

مفسر اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل لکھتے ہیں

''فحشاء منکر قلب کے امراض میں سے ہیں اور قلب کے لئے سب سے بڑا مرض نسیان ہے اور اس کے ازالہ کے لئے سب سے بڑا علاج ذکر الٰہی ہے اگرچہ تلاوت قرآن اور نماز اس کا ازالہ کرتے ہیں لیکن ذکر الٰہی اس سے فزوں تر ہے۔''(۴۲)

اس آیت میں مفسر نے ظاہری مفہوم کو سامنے رکھ کر اپنے وجدانی استنباط کا ذکر کیا ہے جو آیت کی تلاوت کے دوران ان پر وارد ہوئے باطنی معنی ظاہری معنی کے خلاف نہیں ہیں

باطنی اصلاح سے لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں اور انہیں خوف خدا نصیب ہوتا ہے۔ انسان وجود مجازی سے وجود حقیقی کی طرف آتا ہے، جس سے دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے۔ صوفیا اکرام اللہ کے ذکر میں اس طرح مشغول ہوتے کہ انہیں ارد گرد کی خبر بھی نہ رہتی اور ان کی زندگی کا مقصد ہی اعلاء کلمۃ اللہ ہے۔

تفسیر قرآن کے مناہج واسالیب میں مختلف ادوار میں اختلاف رہا ہے بعض مفسرین نے اپنی تفسیر کو قرآن وحدیث تک محدود رکھا جب کہ بعض نے اس کے ساتھ ساتھ دیگر علوم وفنون سے استفادہ کرتے ہوئے فقہی، کلامی، لغوی اور اشاری مناہج اختیار کئے ہیں

تفسیر "روح البیان" کا منہج واسلوب کو دیکھا جائے تو اس میں تصوف وسلوک کا بیش بہا حصہ شامل ہے جس کی وجہ سے اسے تفسیر اشاری یا صوفیانہ تفسیر بھی کہا جاتا ہے عربی زبان میں ہونے کے باوجود اس کی عبارت آسان عربی الفاظ میں کی گئی ہے علامہ اسماعیل حقی قرآن وحدیث سے تفسیری نکات اخذ کرتے ہیں اس کا بیشتر حصہ آثار صحابہ سے لیا گیا ہے۔ مصنف نے تفسیر کو مستند بنانے کے لیے مفسرین سلف کے اقوال نقل کئے ہیں اور کہیں کہیں اپنی آراء کا بھی اظہار کیا ہے۔ چونکہ لغت کے بغیر تفسیر ممکن نہیں اور جب تک کسی فن میں مکمل مہارت حاصل نہ ہو جائے تب تک اس فن کو آگے لے کر جانا ممکن نہیں ورنہ وہ فن نامکمل رہتا ہے فن تفسیر بھی انہی فنون میں سے ایک ہے اس میں بھی جب تک تفسیر کے اصول وقواعد کو نہ سمجھا جائے اس کی آیات کے شان نزول، ناسخ ومنسوخ، لغت کو نہ سمجھا جائے تفسیر کرنا ناممکن ہے اور مفسر اس کی اہمیت سے بخوبی واقف ہے اس لیے علامہ اسماعیل حقی نے تفسیر میں ضرورت کے تحت صرفی، نحوی اور لغوی مباحث کا بھی ذکر کیا ہے۔ صوفیاء کرامؒ کے افکار کا بھی کثرت کے ساتھ ذکر ہے۔ مفسر نے قدیم کتب کو ماخذ بنا کر جدید مسائل کو اخذ کرنے کی کوشش کی ہے اس لحاظ سے یہ تفسیر انفرادی مقام رکھتی ہے چونکہ مفسر نے صوفیانہ تفسیر کو لکھنے کا باقاعدہ التزام کیا ہے اور وہ خود بھی صوفی مزاج تھے اس لئے

اسے صوفیانہ تفسیر کہنا مناسب ہوگا۔

References

1. Zahid al kusari makalat al kusari M syed H company Karachi, 1382, 95, p.78.
2. Wali zar mukalah al janeb al ashari fi tafseer ruoh al bayan alama Iqbal open university Islamabad, 2007, 2009, p.15.
3. Umar nasuhi tabkat al mufsareen biyalman raise al shuwan al diyaniya 1984, p.712.
4. Ibid.
5. Abdul Rahman haji khalifa kashaf al zanon darul fakar Beirut, 1990, V.1, p.472.
6. Ibid V.5, p.218.
7. Asmail haqi (1137 – 1063) ruoh al bayan muqadama darul fakar beirut, V.1, p.25.
8. Kusari muqalat al kusari, p.79.
9. Asmail haqi ruoh al bayan muqadama, V.1, p.46.
10. Zahid al kusari makalat al kusari, p.82.
11. Ibid p.83.
12. Wali zar tafseer al ashari fi ruoh al bayan, p.19.
13. Asmail haqi ruoh al bayan muqadama, V.1, p.47.
14. Zahid al kusari makalat al kusari, p.85.
15. Ibid.
16. Ibid, p.86.
17. Umar nasuhi tabkat al mufsareen, p.712.
18. Ibid.
19. ISLAMIC DESK REFERANCE, BY E.j.Donzel,177,Leiden Hollad 1994.
20. Zar kali al ahalam darul kitab al almiya beirut, 1999, p.249.
21. Al Fatiha 1:3.
22. Al Nisa 4:25.
23. Al Imran 3:19.
24. Al mairaj 70:23.
25. Huod: 105.
26. Muhammad bin asmail al bukhari al jama al sahi rakam al hades: 1319.
27. Al Nisa 4:23.
28. Al hijrat 49:2.
29. Asmail haqi ruoh al bayan, V.9, p.377.
30. Ibid, p.369.
31. Asmail haqi ruoh al bayan, V.1, p.221.

32. Al Nisa 4:25.
33. Asmail haqi ruoh al bayan, V.2, p.409.
34. Al bakarh: 177.
35. Asmail haqi ruoh al bayan, V.1, p.350.
36. Al ankabut 29:45.
37. Asmail haqi ruoh al bayan, V.7, p.179.
38. Ibid V.7, p.179.
39. Al ankabut 29:45.
40. Asmail haqi ruoh al bayan, V.7, p.279.
41. Asmail haqi ruoh al bayan, V.7, p.179.
42. Ibid V.7, p.179.